

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد

اس سوال کا صحیح مختصر اور سادہ جواب یہ ہے کہ اگر اطاعت کے متعلقات وقتی ہیں تو اطاعت بھی وقتی ہے اور اگر اطاعت کے متعلقات غیر وقتی ہیں تو اطاعت بھی غیر وقتی ہے۔ مثلاً اگر رسول ﷺ کی رسالت بھی وقتی ہے جس کی بنا پر اطاعت مطلوب ہے اگر قرآن کریم اس کے مندرجات اور اس کے اوامر و نواہی وقتی ہیں۔ جن کو رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے اور انہی کی وجہ سے وہ رسول کہلائے۔ اگر دین اسلام وقتی ہے جس کی تکمیل رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم اور اپنے اسوہ حسنہ سے فرمائی اور جس کی تسلیم و تعمیل کا دوسرا نام اطاعت رسول ﷺ ہے اگر مومن اور مسلم کا وجود وقتی ہے جس کی ذات سے اطاعت رسول کا مطالبہ کیا گیا ہے اور جو اس کا براہ راست مکلف ہے تو پھر اطاعت رسول بھی وقتی ہے اور اگر یہ چیزیں وقتی نہیں بلکہ دائمی ہیں۔ تو اطاعت رسول بھی غیر وقتی اور دائمی ہے۔ یہ بات اتنی صاف اور روشن ہے۔ کہ معمولی عقل کا آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ان امور پر قرآن کریم کی رہنمائی میں غور کریں۔ فرمایا۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔

سورۃ فرقان (ترجمہ) - وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے رسول پر فرقان قرآن کریم نازل فرمایا کہ وہ بندہ رسول ﷺ عالمین کو عذاب الہی سے ڈرائے۔ ظاہر ہے کہ کسی چیز سے ڈرانے سے مقصود یہی ہوا کرتا ہے کہ اس کے اسباب اس کی صورت و شکل اور اس کے نتائج سے باخبر ہو کر اس سے احتیاط کے طریقوں کی واقفیت کا کوئی دوسرا ذریعہ ہی نہیں اس آیت کریمہ میں رسول کے فعل انذار کو اللعلمین سے متعلق فرمایا کہ جو عالم کی جمع ہے اور پھر اس عالمین کو کسی عدد معین یا وقت مخصوص سے متعین نہیں فرمایا بلکہ علی الاطلاق عام رہنے دیا یعنی جب تک عالمین موجود رہیں گے رسول ﷺ کا عمل انذار بھی موجود رہے گا۔ معلوم ہوا کہ آج بھی عالمین موجود ہیں۔ اور قیامت تک موجود رہیں گے۔ دوسری جگہ فرمایا۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔

اے رسول ﷺ علی الاعلان) کہہ دیجئے اے انسانوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ﷺ ہو کر آیا ہو۔ اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو انسان کے لئے بیان فرمایا اور الفاظ جمعاً سے انسان کے عموم کی تاکید فرمادی۔ یعنی کل انسانوں کی طرف لفظ ناس اور انسان مترادف ہیں جو بھی شخص انسان یا ناس کا فرد کہلاتا ہے۔ خواہ وہ کسی بھی وقت یا زمانہ میں ہوں رسول کی رسالت کا اس سے تعلق ہوگا اور وہ اس دعوت کا مخاطب ہوگا۔ قرآن کریم نے لفظ انسان اور جمعاً کو سبکی زمانہ یا وقت سے مخصوص نہیں فرمایا اگر آج ناس اور انسان موجود ہیں اور یقیناً موجود ہیں تو رسول کی رسالت کا ان سے بھی وہی تعلق ہے جیسا کہ ان انسانوں سے تھا۔ جن کی موجودگی میں یہ آیت نازل ہوئی ان میں تفریق کی کوئی وجہ نہیں۔

مکتبہ

پہلی آیت فعل لیكون کے ضمیر فاعل کا مرجع فرقان اور عید دونوں ہو سکتے تھے اور فی الحقیقت دونوں نزدیک ہیں۔ اس لئے وحدت ضمیر اور اہمیت مرجع ایصال مطلب کے لئے صحیح تھا ان پر اکتفا کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ آخر زمانہ میں مسلمانوں میں ایک جماعت پیدا ہوگی جو صرف قرآن کریم کی اطاعت کو کافی سمجھے گی اور رسول کی اطاعت کی منکر ہوگی اس لئے وہ اس ضمیر فاعل کا صرف فرقان قرار دے کر عبد (رسول ﷺ) کی اطاعت سے انحراف کی راہ نکالنے کی کوشش کرے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس دوسری آیت میں اپنے رسول ﷺ کی رسالت کی جتنی الفاظ اسی انسانی عموم سے متعلق ہونا ذکر فرما کر اس فساد کا ہمیشہ کے لئے سدباب کر دیا۔

ترجمہ۔ اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول ﷺ کی اطاعت اور ان دونوں کی نافرمانی سے بچتے رہو۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔

ترجمہ۔ اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم نے اطاعت سے منہ پھیر لیا تو (حرج نہیں) ہمارے رسول ﷺ کا فرض تو صرف پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی بہت سی عیبتیں اور فرائض بیان کیے ہیں۔ آپ بشیر و نذیر بھی ہیں۔ معلم کتاب و حکمت بھی ہیں مرکز اور متمم مکارم اخلاق بھی ہیں حاکم بھی ہیں۔ امر مطلق بھی ہیں۔ اور صدر و ثورانہ۔ (جمہوریہ) بھی ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کا مطالبہ ان عیبتوں میں مطالبہ صرف آپ کی حیثیت رسالت و نبوت پر کیا ہے۔ قرآن کریم میں جا بجا یہی حکم ملتا ہے۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔ اس رسول کی اطاعت کرو۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔ جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔ جو لوگ اس رسول نبی امینی کی اتباع کرتے ہیں (ان پر اللہ کی ضرور رحمت ہوگی) آپ جہاں بھی قرآن کریم میں اطاعت کا حکم پائیں گے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے متعلق پائیں گے۔ یہاں تک کہ اولی الامر کی اطاعت کو بھی ان کی اطاعت کے تحت رکھا ہے۔ جیسا کہ آئندہ آئے گا۔ جب اطاعت رسول کی بنیاد رسالت اور نبوت کی حیثیت سے تو ظاہر ہے کہ جب تک رسول ﷺ کی یہ حیثیت قائم اور بحال رہے گی اطاعت رسول ﷺ کا مطالبہ بھی قائم رہے گا۔

تنبیہ

اس موقع پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ ﷺ کی رسالت وقتی تھی۔ اور آج محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت رسالت بحال اور قائم نہیں اگر نہیں تو آج آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان اور یقین رکھنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اس صورت میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے منکر اور اسے تسلیم کرنے والوں میں کوئی امتیاز اور فرق اسلام کی نظر میں قائم نہیں رہتا جب رسول ﷺ کی حیثیت رسالت ہی موجود نہیں تو اسے تسلیم کرنے کا کیا معنی؟

اس حالت میں آج دنیا میں اسلام کے نام پر جو کچھ بھی عمل میں آ رہا ہے۔ خواہ وہ منکرین حدیث کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو۔ سب بے سود اور بے ہودہ ٹھرتا ہے۔ (معاذ اللہ) اور اگر آپ کی حیثیت رسالت بحال ہے تو مطالبہ اور اطاعت بھی بحال ہے۔

نکتے

رسول اللہ ﷺ کی تمام دوسری حیثیتوں کو نظر انداز کر کے اطاعت رسول ﷺ کے مطالبہ کو صرف رسالت کی حیثیت سے ہی مخصوص کر دینے کی کئی وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ آپ ﷺ کی جتنی بھی حیثیتیں ہیں۔ حیثیت رسالت ان سب پر حاوی اور شامل ہے۔ اور رسالت کی اطاعت کا مطالبہ رسول ﷺ کی تمام حیثیتوں اور فرائض میں اطاعت کے مطالبہ کا متن اگر رسول کی اطاعت کسی دوسری حیثیت سے طلب کی تو ممکن تھا کہ بعض منکرین اطاعت رسول ﷺ اس حیثیت کے علاوہ رسول ﷺ کی دوسری حیثیتوں میں اس کی اطاعت سے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اطاعت رسول ﷺ کی اسی حیثیت سے مخصوص قرار دے لیتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض دوسری حیثیتیں بھی وقتی تھیں۔ لیکن رسالت حیثیت وقتی نہیں بلکہ دائمی ہے اس لئے جب تک رسول ﷺ کی حیثیت رسالت قائم ہے۔ رسول کی اطاعت کا مطالبہ بھی قائم ہے۔ چونکہ رسول ﷺ کی یہ حیثیت ابدی اور قیامت تک متد ہے رسول ﷺ کی اطاعت کا مطالبہ بھی قیامت تک متد ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ رسالت کے علاوہ رسول ﷺ کی دوسری حیثیتیں آپ میں اور آپ ﷺ کے بعد آنے والے مسلمانوں میں مشترک ہیں۔ اگر کسی اور حیثیت کی بنا پر اطاعت رسول ﷺ کا مطالبہ کیا جاتا تو بعد میں آنے والے آپ کے جانشین اپنے کو مطاع مطلق قرار دینے کے لئے راہ پیدا کر لیتے۔ مثلاً ہر معلم۔ ہر حاکم۔ ہر سپہ سالار۔ ہر صدر۔ ہر آمر۔ رسول اللہ ﷺ کی جانشینی میں اپنے کو مختار مطلق اور مطاع الاطلاق سمجھ لیتا۔ جیسا کہ آج کل اطاعت رسول ﷺ کے منکر سربراہ حکومت کو مرکز امر سمجھ کر مطاع اور مختار مطلق قرار دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ ان حوادث کا پہلے سے علم تھا اس لئے اس نے مطالبہ اطاعت کو حیثیت رسالت پر مبنی قرار دیا۔ کیونکہ رسالت میں آپ کا کوئی شریک نہیں اسی لئے آپ ﷺ کی طرح کوئی دوسرا فرد مطاع مطلق اور مختار علی الاطلاق نہیں بن سکتا اسی وجہ سے بعض لوگوں نے مطاع اور مختار مطلق بننے کے لئے رسالت اور نبوت کے دعوے کے ہیں لیکن معلوم ہے کہ رسالت اور نبوت کے اختتام اور تکمیل اور ان میں شرکت غیر کے ناممکن ہونے کی وجہ سے ان کو ناکام ہونا پڑا اور وہ وہاں کھلائے فرمایا۔۔۔ قرآن۔۔۔

ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے صرف اسی لئے بھیجا ہے۔ کہ اس کی اطاعت کی جائے رسول کو بھیجنے سے اطاعت رسول کے سوا ہمارا کوئی اور مقصد نہیں۔ معلوم ہوا کہ رسالت سے مقصود حقیقی صرف اطاعت رسول ہی ہے اگر رسول کی اطاعت تسلیم اور اختیار نہیں کی جاتی۔ تو رسول کی رسالت کو تسلیم کر لینے کی کوئی وقعت نہیں منافقین کا دعویٰ تھا۔۔۔ قرآن۔۔۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ضرور ضرور اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ لیکن قرآن کریم بتلاتا ہے۔۔۔ قرآن۔۔۔ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے۔ کہ یہ لوگ چھوٹے ہیں۔ اس لئے کہ وہ رسول ﷺ کی اطاعت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور نہ اسے ضروری سمجھتے ہیں۔ یہاں رسالت رسول ﷺ کے اقرار کے بعد اطاعت رسول ﷺ سے انکار کو نفاق جو کہ بدتر اور کفر سے فرار دیا۔۔۔ قرآن۔۔۔

ترجمہ۔ منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔ اور تم ان کے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آج سے سو سال یا ہزار سال بعد بھی اگر کوئی شخص محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے کے بعد ان کی اطاعت کو تسلیم کرنا تو وہ ویسا ہی منافق ہے جیسے منافق وہ لوگ ہے جن سے متعلق یہ آیه کریمہ نازل ہوئی۔ اطاعت رسول ﷺ کو وقتی قرار دینے والے کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ آج رسول ﷺ کی اطاعت پر ان کو عمل پیرا نہ ہونا پڑا اور یہی اطاعت رسول کا انکار ہے جو لوگ آج رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ ان کو اس انکار اطاعت رسول کی راہ صاف کرنے کے لئے اطاعت رسول ﷺ کو وقتی قرار دینے سے پہلے اس کے نتائج پر غور رکھ لینا چاہیے۔

ثابت ہوا کہ جو بھی رسالت پر ایمان لائے۔ اس پر اطاعت رسول فرض ہے۔ خواہ کسی وقت اور زمانہ میں ہو۔ اطاعت رسول ﷺ کا تعلق ایمان بالرسالت سے ہے نہ کہ وقت سے۔

نکتہ

اللہ نے اس آیت کریمہ میں الفاظ باذن اللہ بڑھا کر منکرین حدیث ک ان ہضوات اور شہادت کو رد کر دیا کہ اطاعت رسول شرک ہے۔ یا اطاعت غیر اللہ ہے وغیرہ وغیرہ اطاعت غیر اللہ اس وقت حرام اور شرک ہو سکتی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم کے بغیر ہو۔ یا اس حکم کے خلاف ہو جیسے دوسری جگہ فرمایا۔۔۔ قرآن۔۔۔

جو اطاعت اللہ تعالیٰ کے حکم اذن کے ماتحت ہو اسے حرام اور شرک قرار دینا اسی جماعت کے علم و فضل کا کام ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ اولیٰ حاکم کے حکم کی نافرمانی تو مرکز حکومت کی نافرمانی اور حکم عدولی تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اطاعت جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن سے ہے اس کی مخالفت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور حکم عدولی تسلیم نہیں کرتے۔ یعنی ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن کی نسبت مرکز حکومت سے زیادہ وقیح اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نسبت سربراہ حکومت کی اطاعت زیادہ قابل اہتمام ہے مرکز حکومت جس کی اطاعت کا حکم دے۔ اس کی اطاعت فرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کا حکم دے۔ جس کی اطاعت حرام اور شرک ہے۔

اسے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال اور کوشش ضائع نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ جو عمل اور کوشش اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں نہ ہو وہ ضائع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں اس لئے اس پر کسی موعودہ تہجد یا شکرہ کا مرتب ہونا ضروری نہیں ہے۔ خواہ وہ عمل دینی ہو یا دنیاوی اللہ تعالیٰ جہاں کہیں بھی اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا ہے۔۔۔ قرآن۔۔۔ کے خطاب سے یعنی ایمان والوں کو دیا ہے۔ اور ان ایمان والوں کو کسی وقت یا زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں کیا اور نہ کسی مقام اور محل کے ساتھ اس لئے جب تک اور جہاں بھی ایمان والے پائیں جائیں۔ وہ اطاعت رسول ﷺ کے مکلف ہیں۔ اطاعت رسول ﷺ کو وقتی کہنے والے غور فرمائیں کہ وہ قرآن پاک کی بھی وقتی اطاعت کے قابل ہیں یا دومی کے اگر اس کی اطاعت کو اب بھی فرض سمجھتے ہیں۔ تو فرمائیں کہ وہ اپنے آپ کو۔۔۔ قرآن۔۔۔ کا مخاطب اور ایمان والوں میں داخل قرار دیتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر جواب اشبات میں ہے تو قرآن کے حکم و امر۔۔۔ قرآن۔۔۔ کی تعمیل ان کا فرض ہے۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو ہم ان کو قرآن کریم کے الفاظ میں دعوت دیتے ہیں۔۔۔ قرآن۔۔۔ ترجمہ اسے ایمان کے مدعو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس سے رسول کو بھی مانو۔ غرض یہ ہے کہ جب تک مومن اور

مثال کے طور پر زرارہ غور فرمائیے۔ کتنا عجیب اور پرہیزگار ہے ایک شخص مرکز حکومت کے تحت پرہیزگار ہے اسے نہ قرآن کریم کا علم ہے۔ نہ حدیث نبوی ﷺ کی خبر۔ نہ نماز روزہ نہ حج سے واسطہ نہ ذکوۃ سے نہ توجہ و رسالت پر ایمان ہے نہ آخرت کی جزا و سزا پر یقین شراب کا رسیا ہے۔ زنا کا دلدادہ ہے۔ جو اہل لعین و عیث و عشرت میں مست رعایا کی جان مال عزت اور تکلیف و آرام کا نہ اسے خیال ہے نہ ان کی پروا خزانہ کو لپٹنے باپ دادا کی جاگیر سمجھتا ہے۔ ہزاروں ماہوار اور لاکھوں سالانہ جیب میں ڈالتا ہے۔ غیر مسلم حکمرانوں کی اطاعت اور کفش برداری اس کا فرض منہبی ہے اور ہر عیاشی میں ان کی نقل اٹارنا اس کا منتہی نظر اس پر مستزاد یہ کہ وہ ان تمام گندگیوں کو ملک میں رائج کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کے مختلف اسباب و ذرائع عمل میں لاتا ہے۔ اب خوش قسمتی سمجھیے یا بد قسمتی کے مرکز حکومت خود مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہے اس کی رغبت مسلمان واقع ہوئی ہے۔ جس کا عقیدہ ہے کہ ہر مسلمان کے لئے جن میں مرکز حکومت بھی شامل ہے۔ قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔ یہ رعایا جب سربراہ حکومت کے اعمال و افعال کو دیکھتی ہے۔ تو اس کے دل میں مرکز حکومت سے نفرت پیدا ہوتی ہے وہ مرکز حکومت سے ان کے افعال کے ترک اور احکام اسلام کے مطابق اصلاح نفس کے مطالبہ کرتی ہے۔ دوسری طرف سربراہ حکومت محسوس کرتا ہے کہ رعایا خدا پرست اور اطاعت رسول ﷺ کی پابند ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ وہ میری موجودہ حالت سے متاثر ہو کر میری اطاعت سے ہی منحرف ہو جائے۔ اور تحت حکومت سے اتار پھینکے و دلپنہ جاہ منصب کی حفاظت پر عرب اور وقار کے بقاء اور اپنی اطاعت کے استحکام کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیتا ہے اور چونکہ وہ ابتداء سے ہی یہود و نصاریٰ میں تربیت یافتہ اور علماء یہود و نصاریٰ کا تعلیم دادہ ہے۔ وہ دلپنہ استمذہ اور آقاؤں سے اعانت و مدد طلب کرنا ہے۔ یہود و نصاریٰ اور ان کے علماء تو تخریب اسلام کے شائق اور دلدادہ ہیں۔ ہی جھٹلنے خزنوں اور لشکر سمیت ان کی مدد کو پہنچے۔ اور ریسرچ اسلام کے رنگ میں تخریب اسلام کا کھیل شروع کر دیتے ہیں کہیں انکار حدیث کا مسئلہ اختیار کیا جاتا ہے اور کہیں رسول ﷺ کی حیثیت پر بحث کی جاتی ہے۔ کہیں اس کی اطاعت کو ٹھرایا جاتا ہے۔ اور کہیں اس کی اطاعت کو وقتی بنا کر اسلام کے حلقہ سے گردان پھرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ قرآن سے انکار اول تو ناممکن ہے۔ دوسرا اسلام کے مطالب حسب خواہش بنانے جاسکتے ہیں۔ لیکن رسول کی تفسیر اور تشریح نہ تو قرآن کریم میں تخریب کی نجائش باقی رہنے دیتی ہے اور نہ خواہشات نفسانہ کو دلپنہ دیتی ہے۔ اس لئے اس پورے مسلم اور غیر مسلم گروہ کا نذر رسول اور اس کے اسوہ حسنہ پر گرتا ہے۔ اور اس تمام گروہ اسی اور ضلالت کو قرآن کے نام پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں مرکز حکومت کو اولی الامر بنا کر اس کی اطاعت فرض قرار دی جاتی ہے۔ اور رسول کو اس کے مرتبہ رسالت سے گرا کر ایک چھٹی رسال یا وقتی حکمران کہہ کر اس کی اطاعت سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کی اطاعت کو شرک ٹھرایا جاتا ہے۔ یہ۔۔۔ قرآن۔۔۔ کیسا صحیح نمونہ ہے آپ موجودہ اسلامی حکومتوں کے سربراہوں کے حالات پر غور فرمائیں گے۔ تو ان میں سے اکثر کے حالات اسی طرح پائیں گے۔ قرآن۔۔۔۔۔

پہلی آیتوں کی طرح اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول ﷺ کا حکم ایمان والوں کو ہی دیا ہے۔ اور اسی اطاعت کا مطالبہ رسول کی حیثیت رسالت ہی کی بنا پر کیا ہے۔ نہ کہ اولی الامر یا مرکزی حکومت یا سربراہ حکومت کے اعتبار سے بلکہ اطاعت رسول ﷺ کے حکم کے بعد سربراہ حکومت کی اطاعت کا عہدہ مطالبہ کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ جب تک مومن موجود ہیں۔ اور جب تک رسول ﷺ کی رسالت بحال ہے اس کی اطاعت مطلوب اور ماوریا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اطاعت رسول الگ چیز ہے۔ اس کے بعد دو چیزیں ایسی ذکر فرمائیں۔ جو اطاعت رسول اور اطاعت اولی الامر کے درمیان حفاصل ہے۔ اول یہ کہ رسول ﷺ سے اختلاف اور نزاع جائز نہیں۔ اس لئے کہ اسے لگے جملے میں اسے حکم قرار دیا ہے۔ حکم کے ساتھ نزاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اولی الامر کے ساتھ نزاع اور اختلاف جائز ہے۔

دوسرا یہ کہ محل نزاع میں حکم کا مقام رسول ﷺ کو حاصل ہے۔ یہ کہ اولی الامر کو اس کی تفصیل یہ ہے کہ آیت کریمہ میں لفظ تنازع باب تفاعل سے آیا ہے۔ جو مادہ میں فاعل اور مفعول کے اشتراک کا مقتضی ہے۔ اس آیت میں تین فریق کا ذکر ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ دوسرے مومن کے مخاطب رعیت سے موسوم اور اطاعت، بحالانے مکلف۔

تیسرا اولی الامر جو اس آیت میں مطاع ٹھرائے گئے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ میں جو نزاع مذکور ہے۔ اس میں ان تینوں گروہوں میں سے کون کون فریق شریک ہو سکتا ہے۔ پہلا فریق یعنی اللہ اور رسول ﷺ تو فریق نزاع بن نہیں سکتے۔ اول تو وہ منظم ہیں۔ مخاطبین میں شامل نہیں۔ دوسرا لگے جملے میں اسے حکم قرار دیا گیا ہے۔ اور حکم کا مقام (باخصوص اس قسم کی نزاع میں) کسی فریق کو بھی حاصل نہیں نہ رعیت کو نہ اولی الامر کو آیت کا مطلب صاف ہے کہ اگر مسلمان رعیت اور ان کے اولی الامر کے باہر کسی چیز میں اختلاف اور نزاع پیدا ہو جائے۔ تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ (قرآن کریم) اور اس کے رسول ﷺ (اسوہ حسنہ) سے لیا جائے۔ جو فیصلہ وہ کریں اولی الامر اور رعیت دونوں اس کو تسلیم کریں۔ اور خوش دلی سے اس کی اطاعت کریں۔ ثابت ہوا کہ اولی الامر کی اطاعت کو رسول ﷺ کی اطاعت کا مرتبہ حاصل ہے۔ اولی الامر کو رسول ﷺ کا مقام اس حالت میں اطاعت رسول کو بحیثیت مرکز حکومت قرار دینا قرآن کریم کی صریح تخریف ہے۔

نتیجہ

فان تنازعتم میں ذکر کردہ نزاع کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ افراد رعایا میں نزاع ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اولی الامر کی طرف رجوع ہوگا۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔

اس بنا پر چلیے تاکہ مضمون کے اتمام کے نظر جیسے پہلی قسم کے نزاع کی نسبت۔۔۔ قرآن۔۔۔ فرمایا ہے۔ اس نزاع کے متعلق بھی فرمایا جاتا۔۔۔ قرآن۔۔۔ لیکن ایسا نہیں فرمایا بلکہ ایسے موقع پر اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ بظاہر اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ یہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے مقام حکمت کا اثبات مقصود ہے اگر اس کے ساتھ ہی کسی جہت سے بھی حکمت اولی الامر کا ذکر کر دیا جاتا تو اولی الامر کی نسبت یہ شبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ ان کی حکمت کا مقام اور مرتبہ بھی وہی ہے۔ کہ اللہ اور رسول ﷺ کی حکمت کا ہے۔ حالانکہ ان دونوں حکمتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ واللہ اعلم

انسان جب استغنا محسوس کرتا ہے۔ تو سرکشی اور شرارت پر اترتا ہے۔ اولی الامر اور مطاع ہونے کے بعد کسی کی اطاعت اسے گوارا ہو سکتی ہے۔ خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہو۔ اسے دلپنہ وقار کا بھوت نہ رعایا کی سنے دیتا ہے۔ نہ اللہ و رسول ﷺ کی اسلئے اللہ تعالیٰ نے جو اولی الامر کی ضمیر سے ان کے اللہ تعالیٰ اور رزقیت پر ایمان اور یقین کے ذریعے اور دنیا میں اس طرز عمل کے فوائد کی کی طرف توجہ دلا کر محبت آمیز اور نرم ترین لہجے میں اس اطاعت کے تسلیم کی اپیل کی فرمایا تمہارا ایمان بھی اس کی تعلیم کا مقناضی ہے۔ اور دنیا میں بھی یہ طریق بہترین نتائج کا حامل ہے۔ فرمایا۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمین پرلپنے فضل کا ذکر فرمایا کہ اللہ نے ان کے لئے انھیں میں سے ایک رسول محمد ﷺ مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے۔ ان کو اخلاقی اور روحانی بیماریوں سے پاک و صاف کرتا ہے۔ ان کو کتاب قرآن کریمہ کے مضمون و معانی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ان کو اس پر عمل کی کیفیت۔ حکمت سکھاتا ہے۔ یہ تمام صفات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہیں اس کے بعد فرمایا یہ رسول ﷺ۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔ کے لئے بھی ہے۔ جو ابھی ایمین سے نہیں ملے۔ اور بعد میں آئیں گے۔ ان بعد میں آنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی زمانہ یا مدت نہیں فرمائی۔ کسی وقت تک آنے والے اس کے رسول کے امت میں شمار ہوں گے۔ اور اس وقت کے بعد اس رسول کی رسالت اور اس کی امت میں شمول کا وقت جانا رہے گا اور اس وقت اس رسول ﷺ کی اطاعت ان پر فرض نہ رہے گی۔ بلکہ آخرین کو عالم مطلق رکھا جو لوگ بھی آئیں اور جب بھی آئیں خلفاء اربعہ کے زمانے میں آنے والے ان میں شامل ہیں۔ جنوں امیر بنو عباسیہ اور ترکوں کے زمانے میں آنے والے ان میں داخل ہیں۔ آج کل اور آج کے بعد تا طلوع الشمس اور مغربیا آنے والے تمام افراد انسانی ان میں درج ہیں۔ یہ

تمام کے تمام۔

کے مصداق ہیں۔ اور ان کا رسول بھی وہی رسول ہے جو اجمعین میں مبعوث ہوا۔ یعنی محمد ﷺ جب رسول اللہ ﷺ کی رسالت کوئی صحیح سمجھے لیکن اس کی اطاعت کا فیض ہو اور پھر مومن اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول بھی ہو۔۔۔ قرآن۔۔۔ اس آیت کریمہ میں بھی رسول ﷺ کی حیثیت رسالت ہی کو ذکر فرمایا اور اسی پر تمام احکام مرتب فرما ہوں گے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ما انزال اللہ کی اطاعت ہی رسول ﷺ کی اطاعت ہے۔ ما انزال اللہ سے ان کی مراد مجرد قرآن کریم ہے جس میں وہ نطق نبی ﷺ شامل نہیں جو قرآن کریم کی تبیین و تفسیر میں آپ سے صادر ہوا۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم کے معنی اور مضموم کو اپنے خیالات فاسدہ کے سلنے میں ڈھال لیں۔ اور قرآن پر ایمان اور عمل کے دعوے کے ساتھ ہی خواہش نفسانیہ کی تکمیل بھی کرتے ہیں۔ رسول ﷺ نے جو قرآن کا بیان اور شرح کی ہے اگر اسے تسلیم کر لینا ہوائے نفس کا ایسا ممکن نہیں رہتا اس کے اشتباہ کے ازالہ کے لئے فرمایا۔۔۔ قرآن۔۔۔

جب ان منکرین حدیث سے کہا جاتا ہے کہ ما انزال اللہ قرآن کریم اور رسول ﷺ کے اموہ حسنہ دونوں کے طرف آؤ۔ اور دونوں سے فیصلہ کرو تو دیکھے گا۔ کہ وہ تیرے رسول ﷺ کی طرف آنے سے رکھتے ہیں۔ یعنی ما انزال اللہ کی طرف آنے سے نہیں رکھتے۔ لیکن رسول کی طرف ان کو تا گوارا اور پسند نہیں۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ما انزال اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت میں کچھ فرق ہے تب ہی تو وہ ایک کو گوارا اور دوسرے کو ناپسند کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک شخص کہہ دے کہ صلوة تحریک صلوات سے مشتق ہے جس کے معنی چوڑھلانے کے ہیں۔ اور جو شخص صبح سیدار ہونے سے رات کو سونے تک چوڑھلانا اور کاروبار میں بھاگ ڈور کرتا رہتا ہے۔ وہ مصلیٰ ہے۔ اور قرآن کے حکم پر عامل اور اس حکم اقامت الصلوة کا مقصد مسلمانوں کو کاروبار میں سعی و کوشش کر کے اپنے اقتصادیات کا مضبوط اور درست کرنا ہے۔ تو بتائے کہ آپ کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ علی ہذا القیاس ذکواہ صوم حج اور توحید کا حال سمجھئے۔ لیکن جب قرآن کریم کا صحیح مضموم متعین ہو جائے گا۔ آج منکرین حدیث تمام شرعی احکام اور فرائض کی اسی طرح سے حجامت کر رہے ہیں۔ اور دین اسلام کو ایک دھوکا کی صورت میں دے رہے ہیں۔ انا اللہ۔ اس آیت میں صرف ما انزال اللہ تسلیم کرنے اور رسول ﷺ سے اعراض کرنے والوں کو منافقین کا نام دیا گیا ہے۔ اعاذنا اللہ آخر میں ان لوگوں سے جو اطاعت رسول ﷺ سے اعراض کرتے اور قرآن کریم کو واجب الاطاعت سمجھتے ہیں۔ قرآن کے ایک موکد حکم کی طرف توجہ دلا کر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔ فرمایا۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔

یہ آیت کریمہ سورہ حدید کی ہے۔ جو مدینہ میں نازل ہوئی اس وقت تک اسلامی اصطلاحات معین ہو چکی تھیں۔ مومن انہیں لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ جو توحید الہی اور رسالت محمد ﷺ پر یقین اور اعتقاد رکھتے تھے۔ رسالت کے منکر کا فر کلمات تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے الفاظ میں ایمان والوں کو مخاطب فرمایا۔ پھر اللہ کے جملہ سے مامورہ کی اہمیت اور اس کی تعمیل کی تاکید پر توجہ دلائی اور اس کے بعد انموابر رسول کا حکم دیا اس کے حکم میں نایمان باللہ شامل کیا اور نہ ایمان ما انزال اللہ نہ ایمان بالانبیاء اور نہ ایمان بالآخرت بلکہ رسول ﷺ کے مفروضہ کو اپنی طرف اضافت کر کے اس پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ حالانکہ ایمان برسالت محمد ﷺ تو ان میں سے پہلے موجود تھا۔ جب ہی تو وہ یا ایماذین انموابر سے مخاطب ہوئے ان کو انموابر رسول کا حکم تحصیل حاصل نہیں تو اور کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ انموابر رسول کے حکم میں ایمان سے مراد اطاعت رسول ﷺ ہے۔ نہ کے ایمان قلبی اس کے تو وہ پہلے سے ہی قائل اور معترف ہیں اور اطاعت رسول ﷺ کے مقام پر ایمان بالرسول کا حکم معتبر ہے کہ مجرد ایمان برسالت الرسول کوئی چیز نہیں جب تک کہ اطاعت رسول ﷺ نہ اختیار کی جائے۔ ایمان برسالت اسی وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول معتبر ہے۔ جب کہ اس کے ساتھ اطاعت رسول ﷺ بھی موجود ہو اس لئے اطاعت رسول ﷺ درحقیقت ایمان برسالت الرسول ہے کیونکہ اطاعت رسول بغیر ایمان برسالت الرسول ممکن نہیں لیکن ایمان برسالت الرسول کو عملاً اطاعت رسول ﷺ لازم نہیں۔ الفاظ نذایہ۔ میں انمواصیغہ ماضی سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ مراد ہیں لینا ٹھیک نہیں اس لئے کہ دوسری آیت میں۔۔۔۔۔ قرآن۔۔۔۔۔

اس کی تردید کرتے ہیں۔ اہل کتاب ہی کو خطاب اور امر پر سابقہ رسول کے حکم کے بعد ان کی نسبت ہی یہ کہنا کہ ان کے نزدیک فضل الہی مسلمانوں کے شامل حال نہیں کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس حکم و انموابر رسول کی لم میں جو بیان فرمایا گیا ہے۔ وہ اس سے زیادہ قابل توجہ اور غور طلب ہے۔

دوسری لم میں فرمایا کہ اطاعت رسول ﷺ ہی تمہارے لئے راہنمائی اور روشنی کا مینار بن سکتی ہے۔ جس کے ذریعے تمام دنیا اور عقبی کے سفر زندگی میں بے خوف و خطر چل سکتے ہو۔ کیا آج تمام اسلامی ممالک اور بالخصوص پاکستان کے حکمران ہر شعبہ زندگی میں مضطرب اور پریشان ہو کر ٹھیک نہیں رہے۔ اور کیا اس کی واحد وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے اطاعت رسول ﷺ سے اعراض اور انحراف اختیار کر لیا۔ بلکہ اطاعت یہود و نصاریٰ کو اس پر مقدم کر رکھا ہے۔ پھر ان کو وہ نور جس سے وہ کامیابی کے راستہ پر چل سکیں کیسے حاصل ہو۔ پوچھی لم۔ علی الاعلان مسلمانوں میں منادی کر رہے ہیں کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کچھ بھی چاہیں اگر تم (مسلمان۔ اطاعت رسول ﷺ اختیار کرو تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا فضل کر دے گا۔ فضل و کرم کا مالک وہی ہے۔ اور اس وقت اہل کتاب کو اس کے نتیجے میں خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ ان کی کوششیں اور اعمال ضائع ہوئے اور مسلمان ان کے علی الرغم دنیا و عقبی میں کامیابی اور کامران ہو گئے۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اطاعت رسول ﷺ ہی دنیا اور عقبی میں کامیابی اور فضل الہی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اگر کوئی شخص مسلم یا غیر مسلم یہ سمجھتا ہے۔ کہ وہ اطاعت رسول ﷺ کے بغیر قرآن کریم پر عمل یا اللہ تعالیٰ کے فضل کا مستحق ہو سکتا ہے تو وہ غلطی پر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی چونکہ منافقین موجود تھے جو رسالت پر ایمان کا دعویٰ کر رکھتے تھے لیکن اطاعت رسول ﷺ ضروری نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آجکل منکرین اطاعت رسول کی حالت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ان خیالات کی ان آیات میں تردید فرمادی فرمادی۔ حیثیت حدیث نمبر 1 اخبار الاعتصام حیثیت حدیث

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 11 ص 255-272

محدث فتویٰ